قرآنی تناظر میں زوال کی وجوہات: پاکستانی معاشرے اور سابقہ اقوام کا تقابلی مطالعہ

Quranic Perspective on the Causes of Decline: A Comparative Analysis of Pakistani Society and Past Nations

Dr. Shazia
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, GCWUF
Email: shaziaadnan@gcwuf.edu.pk
Sara Shafiq
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies, GCWUF
Email: sarashafiq.islam@gmail.com

Abstract
The Holy Quran is a universal Book of guidance that addresses all aspects of human life, both individual and collective. It calls mankind towards righteousness, warns against evil, and recounts the histories of past nations as lessons of admonition. The mission of the Prophets (peace be upon them) and the disobedience of their peoples form central Quranic themes, intended to guide the Ummah. The idol worship of the people of Nuh (A.S.) and Ibrahim (A.S.), the immorality of the people of Lut (A.S.), the arrogance of ‘Ad and Thamud, the fraudulent dealings of Shuayb’s (A.S.) people, and the ingratitude of Bani Israel are not merely historical episodes but recurring patterns that reappear in contemporary societies, including Pakistan. This article presents a comparative analysis of these narratives in the Quran and the conditions of Pakistani society, showing that estrangement from faith, moral corruption, injustice, and materialism remain the enduring causes of decline. It concludes that true success lies in adherence to Divine commandments and Prophetic teachings, while deviation leads to inevitable downfall, as history testifies.

Keywords: Quran, Prophets, Past Nations, Comparative Analysis, Pakistani Society, Causes of Decline, Faith, Moral Corruption, Injustice, Materialism, Divine Commandments, Prophetic Teachings

قرآن مجید کا تعارف اور اقوامِ سابقہ کا بیان

قرآن مجید جس پر مسلمان ایمان رکھتے ہیں یہ ایک الہامی کتاب مقدس اور خدائے تعالیٰ کا براہ راست کلام اقدس ہے جو نبی مکرم محمد مصطفی احمد مجتبیٰ ﷺ پر نازل ہوا۔ رب کریم جل جلالہٗ نے اپنے خاص پیغمبروں علیہم السلام کو لوگوں کی اصلاح کے لئے مبعوث فرمایا جن میں چند اور انکی اقوام کا ذکر قرآن مجید فرقان حمید میں

کیا گیا(اَلاِنسانُ مُرَكَّبُ مِنَ الخَطاءِ وَالنِّسیان)انسان خطاء ونسیان سے مرکب ہے اسی لئے اسے رشد و ہدایت، پند ونصائح اور موازنہ وعبرت کی حاجت ہمہ وقت درپیش رہتی ہے۔اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی سابقہ لوگوں کے احوال بھی ہیں جو کہ اصلاح انسانیت کا ذریعہ ہیں۔ اللہ جل شانہٗ ارشاد فرماتا ہے:

وَ كُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَۚ- وَ جَآءَكَ فِیْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَ مَوْعِظَةٌ وَّ ذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ [1]

ترجمہ: اور سب کچھ ہم تمہیں رسولوں کی خبریں (قصص) سناتے ہیں جس سے تمہارے دل کو ٹھہرائیں اوراس سورت میں تمہارے پاس حق آیا اور مسلمانوں کو پند و نصیحت۔

قرآنِ حکیم میں مختلف اقوام کی سرکشی، نافرمانی اور گناہوں کے نتیجے میں آنے والے عذاب کا ذکر بار بار کیا گیا ہے، تاکہ انسانیت ان عبرت انگیز واقعات سے سبق حاصل کرے۔ قوموں کی تاریخ میں وہی اقوام باقی رہیں جنہوں نے حق کو پہچانا، حق کے سامنے سر تسلیم خم کیا اور اپنے نبیوں کی اطاعت کو فلاح کا ذریعہ جانا۔ لیکن وہ قومیں جو اپنے نبیوں کا انکار کرتی رہیں، باطل پر اصرار کرتی رہیں، وہ تاریخ کے اوراق میں صرف عبرت بن کر رہ گئیں۔ ذیل میں سابقہ اقوام سے پاکستانی معاشرے کا تقابلی مطالعہ درج کیا گیا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم

تاریخ گواہ ہے کہ ہر نبی جب اللہ کا پیغام لے کر آیا، تو اسکے مخاطبین میں سے ایک گروہ نے اسکی مخالفت کی۔ حضرت نوح کیساتھ یہی سلوک روا رکھا گیا، حالانکہ وہ انکے سب سے زیادہ خیر خواہ اور مشفق بزرگ تھے۔ حضرت نوح وہ پہلے رسول ہیں جنہیں اللہ نے "اولوالعزم" انبیاء کی فہرست میں شامل فرمایا۔ آپکی دعوت کا دورانیہ ساڑھے نو سو برس پر محیط رہا۔ لیکن افسوس کہ انکی قوم نے اتنی طویل مدت میں بھی نافرمانی اور ضد کو نہ چھوڑا۔ ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے اللہ کا قہر نازل ہوا اور وہ ایک عظیم طوفان میں ہلاک کر دیے گئے۔ یہ واقعہ محض تاریخ نہیں بلکہ آج کے مسلمانوں، خصوصاً پاکستانی معاشرے کیلئے ایک عبرت اور تنبیہ ہے۔

كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِّن قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ ۚ قَالَ إِن تَسْخَرُوا مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ ﴿٣٨﴾ [2]

ترجمہ: جب بھی اس کی قوم کے سرداروں کا گروہ اس کے پاس سے گزرتا تو وہ اس کا مذاق اُڑاتے۔ (نوح علیہ السلام) فرماتے: اگر تم ہمارا مذاق اُڑاتے ہو تو ہم بھی تمہارا اسی طرح مذاق اُڑائیں گے جیسے تم کر رہے ہو۔

فَفَتَحْنَاۤ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ۝ وَّ فَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُیُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰۤى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۝ [3]

ترجمہ: پھر ہم نے آسمان کے دروازے زور کے پانی سے کھول دیے، اور زمین کو ہم نے چشموں سے پھاڑ دیا، اور دونوں پانی مل گئے ایک ٹھہرائے گئے حکم پر۔

یہ طوفان عام تھا، نہ صرف بارش ہوئی بلکہ زمین سے بھی چشمے پھوٹ پڑے، یہ پانی صرف طبعی بارش نہ تھی بلکہ غیبی مدد سے آیا۔ اس پانی نے سات آسمانوں کی طرح سات زمینی تہوں سے بھی راستہ بنایا، اور اللہ کے حکم سے سب کچھ بہالے گیا۔[4]

قرآن مجید میں حضرت نوح کی قوم کا تذکرہ سبق آموز اور عبرت انگیز انداز میں کیا گیا۔ انکی نافرمانیاں محض انفرادی یا جزوی غلطیاں نہ تھیں بلکہ بد عملی، اجتماعی رویّوں اور فکری گمراہیوں میں جڑ پکڑ چکی تھی۔ آج کے دور میں، اگر ہم غور کریں تو انہی بیماریوں کی شکلیں ہمارے پاکستانی معاشرے میں بھی نظر آتی جو درج ذیل ہیں۔

1. بت پرستی یا نظریاتی انحراف

قومِ نوح کی سب سے بڑی گمراہی شرک تھی۔ ہمارے پاکستانی معاشرے میں اگرچہ صنمی بت پرستی موجود نہیں، مگر شخصیات، نظریات، طاقت، دولت اور نفس پرستی کی صورت میں نئے بت تراش لیے گئے ہیں۔ ہم نے شخصیات کو اتنا مقدس بنادیا کہ انکے خلاف کوئی سچ سننا بھی گناہ سمجھا جاتا ہے۔ سیاست، مذہب، ثقافت، حتیٰ کہ علم و دانش کے میدان میں افراد کو معصوم عن الخطابنا کر انکی ہر بات کو حرفِ آخر ماننا، یہ شخصیت پرستی نہیں تو اور کیا ہے؟ اسی طرح نظریاتی بت پرستی بھی عام ہے، جہاں لوگ اپنے پسندیدہ نظریات یا فکری رجحانات کو الٰہی ہدایت سے بالاتر سمجھتے ہیں لوگ اپنی خواہشات کے تابع ہو چکے ہیں۔ زندگی کا ہر فیصلہ چاہے وہ کاروبار کا ہو، تعلقات کا ہو، یا طرزِ زندگی کا خدا کی رضا کے بجائے ذاتی فائدے، سماجی حیثیت، یا دنیاوی سکون کی بنیاد پر کیا جاتا ہے گویا "خود" ہی خدا بن چکا ہے۔

2. ہٹ دھرمی اور اصلاحی دعوت کی مزاحمت

قومِ نوح اپنے نبی کی بات نہیں مانتی تھی، الٹا انہیں جھٹلاتی اور ان کی دعوت کا مذاق اڑاتی تھی۔

فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَ اَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ٦٤[5]

ترجمہ: پھر انہوں نے اسے جھٹلا دیا، تو ہم نے اسے اور ان کے ساتھیوں کو کشتی میں نجات دی اور جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا، انہیں غرق کر دیا۔ بیشک وہ اندھی قوم تھی۔

ہمارے پاکستانی معاشرے میں بھی اصلاحی دعوت کو نظر انداز کرنا اور ناصحین کو طنز و تمسخر کا نشانہ بنانا عام ہے۔ اکثر سچ بولنے والوں کو دقیانوسی کہا جاتا ہے اور دینی شعائر سے وابستہ شخصیات کا مذاق اُڑایا جاتا ہے۔ یہ رویّہ قومِ نوح کے طرزِ عمل کی عملی جھلک ہے، جو ہمیں خبر دار کرتا ہے کہ ایسی روش بالآخر اجتماعی تباہی کا سبب بن سکتی ہے۔

3. قومی سطح پر فسق و فجور

قومِ نوح کھلے عام گناہ کرتی، اور باطل پر اکٹھا ہو کر حق والوں کا مقابلہ کرتی تھی۔

قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِیْ وَ اتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ یَزِدْهُ مَالُهٗ وَ وَلَدُهٗۤ اِلَّا خَسَارًا [6]

ترجمہ: نوح نے کہا: اے میرے رب! انہوں نے میری نافرمانی کی، اور ان لوگوں کا اتباع کیا جن کا مال اور اولاد ان کے لیے خسارے میں اضافہ ہی کر رہی ہے۔

ہمارے ہاں بھی اکثر لوگ دولت مندوں، شہرت یافتہ فتنہ پرستوں اور بدکرداروں کو آئیڈیل مان کر ان کی پیروی کرتے ہیں، چاہے انکے اعمال کتنے ہی اخلاق سے گری ہوئی ہوں۔ آج لوگ ان شخصیات کو آئیڈیل مانتے ہیں جو مال و دولت، شہرت اور دنیاوی چمک دمک کی بنیاد پر معروف ہیں چاہے انکی زندگیوں میں اخلاقی قدریں نام کو بھی نہ ہوں۔ گلوکار، اداکار، متنازع یوٹیوبرز اور شوبز کے فتنہ پرست افراد کو سلیبریٹی سمجھ کر انکے لباس بول چال رہن سہن حتیٰ کہ نظریات تک کو قبول کیا جاتا ہے گویا وہی اصل معیارِ زندگی ہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا عہد انسانی تاریخ کے ان ادوار میں سے ایک تھا، جب شرک اور بت پرستی نے عقل و فطرت کو زنجیروں میں جکڑ رکھا تھا۔ انکا مقابلہ ایک ایسی قوم سے تھا جو صرف اخلاقی انحطاط کا شکار نہ تھی بلکہ عقائد کی تاریکی میں پوری طرح غرق ہو چکی تھی۔ قوم نمرود جیسے جابر بادشاہ کی پیروکار تھی جو خدائی کا دعویٰ کرتا تھا اور آسمانوں کے رب کے انکار پر مُصر تھا۔ حضرت ابراہیم کی قوم نے فطرتِ سلیمہ کو چھوڑ کر لکڑی، پتھر اور دھات سے بنائے گئے بتوں کو اپنا معبود بنالیا۔ ان بتوں کو وہ سجدہ کرتے ان سے حاجات مانگتے اور انہیں نفع و نقصان کا مالک سمجھتے تھے۔ حضرت ابراہیم کی قوم جب پتھر کے تراشے ہوئے بتوں کو معبود مان کر ان کے سامنے سجدہ ریز ہوتی تھی تو آپ نے انہیں نرمی سے دعوت دی لیکن جب وہ حق نہ مانے تو آپ نے ایک حکیمانہ تدبیر اختیار کی۔ موقع پا کر آپ نے سب بتوں کو توڑ ڈالا اور صرف بڑے بت کو سلامت چھوڑ کر اس کے کندھے پر کلہاڑی لٹکا دی، تاکہ قوم غور کرے۔ یہ عمل محض احتجاج نہیں بلکہ ایک فکری دھچکا تھا جس نے قوم کے جھوٹے عقیدے کو چیلنج کر دیا۔

فَرَاغَ عَلَیْهِمْ ضَرْبًۢا بِالْیَمِیْنِ ۝ فَاَقْبَلُوْۤا اِلَیْهِ یَزِفُّوْنَ ۝ [7]

ترجمہ: تو اُن (بتوں) پر دائیں ہاتھ سے حملہ کیا (انہیں توڑ ڈالا)، پھر وہ (قوم) دوڑتے ہوئے اس کی طرف آئے۔

قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِیْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا یَنْطِقُوْنَ ۝ [8]

ترجمہ: ابراہیم نے فرمایا: بلکہ یہ بڑے (بت) نے یہ کیا ہو گا، ان ہی سے پوچھ لو اگر یہ بول سکتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت میں دلیل، حکمت، اور فطرت کی روشنی نمایاں تھی۔ جب نمرود جیسے جابر بادشاہ نے ربوبیت کا دعویٰ کیا تو آپ نے نہایت پرسکون انداز میں پہلے زندگی و موت کا ذکر کیا، اور پھر سورج کے طلوع و غروب سے رب کی قدرت کو واضح کر کے اسے لاجواب کر دیا۔ آپ کے مناظرے میں نہ تو تلخی تھی، نہ تحقیر، بلکہ ایک اعلیٰ فکری تہذیب اور دعوتی شعور نمایاں تھا۔ جہاں حضرت ابراہیم نے فرمایا:

فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ [9]

ترجمہ: پھر بے شک اللہ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے، تو تُو اسے مغرب سے نکال لا۔

مفسرین کے مطابق اس دلیل نے نمرود کی جھوٹی خدائی کی بنیادیں ہلا دیں، لیکن غرور کی انتہا تھی کہ وہ اپنی سرکشی پر قائم رہا۔ چنانچہ اللہ نے مچھر جیسے معمولی مخلوق کے ذریعے اس کی طاقت کو ذلت میں بدل دیا۔ روایت ہے کہ ایک مچھر نمرود کے دماغ میں داخل ہو کر اسے سالہا سال اذیت دیتا رہا، یہاں تک کہ وہ ذلیل و خوار ہو کر مر گیا۔ اور قوم پر مچھروں کا جو عذاب آیا، مچھر اتنی تعداد میں تھے کہ سورج کی روشنی زمین پر نہ آتی تھی۔ انہوں نے انسانوں کا گوشت چباڈالا، خون پی لیا اور صرف ہڈیاں باقی رہ گئیں۔ یہ عذاب ایک واضح پیغام تھا کہ جو قوم انبیاء کو جھٹلائے، فطرت کی آواز کو دبائے، اور خدا کو چھوڑ کر پتھروں کے آگے جھکے، وہ کسی رعایت کی مستحق نہیں۔

قرآن کریم میں حضرت ابراہیم کو خلیل اللہ (اللہ کا دوست) قرار دیا گیا ہے، جن کی دعوت کا مرکزی پیغام توحیدِ خالص تھا۔ انہوں نے اپنی قوم کو شرک، بت پرستی، خود پرستی اور جاہلانہ روایات سے نکالنے کی بھرپور کوشش کی مگر قومِ ابراہیم انکار، ضد اور سرکشی میں ڈٹی رہی۔ اگر ہم اپنی موجودہ حالت پر غور کریں، تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ان کی گمراہیوں کا عکس آج بھی ہمارے پاکستانی معاشرے میں موجود ہے۔ ذیل میں قومِ ابراہیم اور پاکستانی معاشرے کے مابین تقابلی مطالعہ پیش کیا جاتا ہے۔

1. شخصی و قومی بت پرستی

قومِ ابراہیم نے ظاہری پتھر کے بتوں کو معبود بنالیا تھا، اور ان کی پرستش عبادت، نظریات، امید اور تحفظ کی طلب کے لیے کرتے تھے۔

اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَ قَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ۝ [10]

ترجمہ: جب (ابراہیم) نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا: یہ کیسے مجسمے ہیں جن پر تم اتنے جمے ہوئے ہو؟

آج کے مسلم معاشرے میں اگرچہ ظاہری طور پر پتھروں کے بت نہیں پوجے جاتے، مگر باطنی و فکری سطح پر ایسی کئی بت پرستیاں موجود ہیں جو حقیقی توحید کے منافی ہیں۔ مال و دولت کو اس حد تک مرکزِ توجہ بنالیا گیا

ہے کہ جائز و ناجائز کی تمیز مٹ گئی ہے۔ مغربی طرزِ فکر، کلچر، فیشن اور تہذیب کو ترقی کی کنجی سمجھتے ہوئے بے سوچے سمجھے اپنایا جا رہا ہے۔ ایسے حالات میں یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ آج بھی ہم شخصی، ذہنی اور نفسانی بتوں کے گرد طواف کر رہے ہیں، جو ہمیں ابراہیمی دعوتِ توحید سے دور کر کے گمراہی کی راہوں پر ڈال رہے ہیں۔

2. فطرتِ سلیم سے بغاوت

قومِ ابراہیم نے فطرت کے واضح دلائل، آفاقی نشانیاں اور عقل کی صداؤں کو جھٹلایا، اور آنکھوں سے دیکھے حقائق کو رد کر دیا۔

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ -اِنِّیْۤ اَرٰىكَ وَ قَوْمَكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ [11]

ترجمہ: جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا: کیا تم بتوں کو معبود بناتے ہو؟ بے شک میں تمہیں اور تمہاری قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھتا ہوں۔

آج بھی بہت سے افراد، فطری عقل و فہم، وحی کی روشنی، اور اصلاح کی آواز کو نظر انداز کر کے تعصب، رسم و رواج اور خاندانی تعظیم کے اندھیروں میں گم ہو جاتے ہیں۔ دلیل کی بجائے شخصیت کو معیار بنایا جاتا ہے۔ آج کا ہمارا پاکستانی معاشرہ بھی فطرتِ سلیم سے بغاوت کے اسی عمل کا شکار ہے جس میں کبھی قومِ ابراہیم مبتلا تھی۔ فطرت کی واضح نشانیاں جیسے زندگی، موت، کائناتی نظام، انسانی ضمیر کی صدائیں، سب انسان کو اللہ کی طرف رجوع کی دعوت دیتی ہیں، مگر ہم نے سچائی کے بجائے سہولت، شہوت، اور شہرت کی پیروی کو اپنا شعار بنا لیا ہے۔

3. حق کا مذاق اُڑانا

جب حضرت ابراہیم نے توحید کی دعوت دی تو قوم نے اس پر تمسخر، جبر اور تشدد کا راستہ اختیار کیا۔

قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْیَانًا فَاَلْقُوْهُ فِی الْجَحِیْمِ [12]

ترجمہ: وہ کہنے لگے: اس کے لیے ایک عمارت بناؤ، پھر اسے دہکتے ہوئے آگ میں ڈال دو۔

ہمارا پاکستانی معاشرہ بھی نفسیاتی اور فکری بیماری کا شکار ہے کہ جہاں حق بات کہنے والے افراد کو تمسخر، طنز، یا دباؤ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مذہبی اصلاحات کی بات کرنے والا فرقہ پرست سمجھ جاتا ہے۔

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم "قومِ سدوم" جو اپنی اخلاقی گراوٹ، فطرت سے انحراف اور بدترین سماجی رویوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب کا شکار ہوئی۔ قوم لوط پہلی قوم تھی جس نے ہم جنس پرستی جیسا مکروہ عمل علانیہ اختیار کیا انہوں نے ازدواجی فطرت کو چھوڑ کر اپنی شہوتوں کا رخ مردوں کی طرف موڑا۔

حضرت لوط نے اپنی قوم کو بار بار تنبیہ کی، نرمی سے فہمائش کی اور اللہ کے غضب سے ڈرایا۔ جب قومِ لوط حد سے تجاوز کر گئی اور ان کے سدِباب کی کوئی صورت باقی نہ رہی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتے حضرت لوط علیہ السلام کے پاس بھیجے، جو پہلے انسانی صورت میں مہمان بن کر آئے تاکہ قوم کا آخری امتحان ہو۔ جب قوم نے ان مہمانوں کے ساتھ بھی بد فعلی کی نیت کی، تو یہی ان کی شامت کا وقت تھا۔ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی قوتوں سے ان پر ایسا عذاب نازل کیا کہ آج بھی وہ علاقہ بحرِ مردار کے نام سے دنیا کے سب سے گہرے اور بے جان مقام کے طور پر جانا جاتا ہے۔

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ ۝ [13]

ترجمہ: پھر جب ہمارا حکم آ پہنچا ہم نے اس (بستی) کو الٹ دیا اور ان پر تہ بہ تہ کنکر والے پتھروں کی بارش کی۔

یہ عذاب کسی عام زلزلے یا طوفان کا نتیجہ نہ تھا، بلکہ وہ ایک خاص نوعیت کا عذابِ الٰہی تھا جس نے پوری قوم کو جڑ سے مٹا دیا۔ جب یہ قوم حد سے تجاوز کر گئی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اور ان کے اہلِ ایمان گھر والوں کو بستی سے نکلنے کا حکم دیا۔ سوائے حضرت لوط کی بیوی کے، جو کافروں میں شامل تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی طاقتوں کو ایک ساتھ ان کی تباہی کیلئے استعمال کیا۔ سب سے پہلے اللہ کے بھیجے ہوئے فرشتوں نے زمین کو نیچے سے اٹھایا یہاں تک کہ اہلِ آسمان کو ان کی مرغیوں کی آوازیں سنائی دیں، پھر اسے زور سے الٹ کر زمین پر پٹخ دیا گیا۔ اس کے بعد ان پر پکے ہوئے کنکر جیسے مخصوص پتھر برسائے گئے، جو "سجّیل" کہلائے۔ یہ پتھر تہ بہ تہ تھے اور ہر ایک پر گناہگار کا نام لکھا ہوا تھا۔ آج بحرِ مردار کا علاقہ، جہاں یہ قوم آباد تھی، زمین کا سب سے پست اور بے جان مقام ہے جو رہتی دنیا تک انکے انجام کا خاموش گواہ بنا ہوا ہے۔ شدید زلزلہ، رات کا گھنا اندھیرا، بارشِ سنگ اور آگ کے گولے جو زمین و آسمان کو جلا رہے تھے۔ لوگ مارے خوف کے بے ہوش ہو گئے اور کوئی بچ نہ پایا۔ انکے شہر پر رات کے سناٹے میں ایک تیز اور خوفناک طوفان آیا جس نے تباہی مچا دی۔ انکے گھروں کو زمین میں دبایا گیا اہل و عیال فنا ہو گئے اور یہ عذاب اس قدر طاقتور تھا کہ انسانی عقل اسکی شدت کو سمجھنے سے قاصر ہے۔[14]

قومِ لوط کا تذکرہ قرآنِ حکیم میں ایک ایسی قوم کے طور پر آیا ہے جس نے فطرتِ انسانی سے بغاوت کی، اور اپنی شہوانی خواہشات کو اس حد تک بڑھا دیا کہ انہوں نے انسانیت کے دائرے کو توڑ کر بے حیائی، بے شرمی اور جنسی انارکی کو فروغ دیا۔ قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَ تَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ وَ تَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ-فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ [15]

ترجمہ: کیا تم مردوں کے پاس جاتے ہو، اور راستے بند کرتے ہو، اور اپنی مجلسوں میں برے کام کرتے ہو؟ تو اس کی قوم کا جواب کچھ نہ تھا مگر یہ کہ بولے: لے آؤ ہم پر اللہ کا عذاب اگر تم سچے ہو۔ موجودہ پاکستانی معاشرہ رفتہ رفتہ ہم جنس پرستی اور شہوت پرستی کی طرف تیزی سے مائل ہو رہا ہے۔ ہم جنس پرستی جیسے قبیح افعال کو بعض حلقوں میں ترقی پسند سوچ اور انسانی حق کے لبادے میں پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ قومِ لوط کی ہلاکت کی بنیادی وجہ بھی تھی پاکستانی معاشرے میں قومِ لوط جیسے عیوب مندرجہ ذیل ہیں۔

1. جنسی بے راہ روی اور فحاشی کا فروغ

پاکستانی معاشرے میں فحاشی اور عریانی کے رجحانات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ میڈیا، انٹرنیٹ، اور سوشل پلیٹ فارمز پر غیر اخلاقی مواد کی دستیابی نے نوجوان نسل کو متاثر کیا ہے۔ یہی وہ رویے ہیں جو قومِ لوط کی تباہی کا سبب بنے۔ ایک نمایاں مثال ۱۴ اگست ۲۰۲۱ کو مینارِ پاکستان لاہور کا واقعہ جہاں ایک خاتون کو عوامی مقام پر ہراساں کیا گیا۔

2. تعلیمی اداروں میں بے حیائی اور اخلاقی انحطاط

تعلیمی اداروں اور عوامی مقامات پر حیا اور شرم و حجاب کی کمی واضح طور پر محسوس کی جا سکتی ہے۔ یہی وہ اخلاقی گراوٹ ہے جس نے قومِ لوط کو اللہ کے عذاب کا مستحق بنایا۔ لاہور کی ایک یونیورسٹی میں ایک طالبہ کا اپنے ساتھی کو گھٹنوں کے بل بیٹھ کر پرپوز کرنا، تصاویر کا وائرل ہونا، معاشرتی اقدار کی پامالی کی ایک مثال ہے۔[16]

بہاولپور کی اسلامیہ یونیورسٹی میں ایک عہدیدار کے موبائل فون سے مبینہ فحش ویڈیوز اور منشیات برآمد ہونے کا واقعہ سامنے آیا۔ پولیس کے مطابق، ان ویڈیوز میں یونیورسٹی کی طالبات شامل تھیں، جس سے تعلیمی اداروں میں اخلاقی انحطاط کا پتہ چلتا ہے۔[17]

3. خونی رشتوں کی پامالی

لاڑکانہ میں ایک شخص نے اپنی ۱۴ سالہ بھانجی کو اغوا کر کے مبینہ طور پر اس سے شادی کر لی۔ یہ واقعہ خونی رشتوں کی پامالی اور معاشرتی اقدار کی تنزلی کی عکاسی کرتا ہے۔[18]

4. بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کے واقعات

قصور میں ۲۰۰۶ سے ۲۰۱۴ کے دوران بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کا ایک بڑا اسکینڈل سامنے آیا، جس میں تقریباً ۲۸۰ سے ۳۰۰ بچوں کو نشانہ بنایا گیا۔ یہ واقعہ پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کا اسکینڈل قرار دیا جاتا ہے۔

حضرت ہود علیہ السلام کی قوم

حضرت ہود علیہ السلام کی قوم "قومِ عاد" تھی، جو حضرت نوح کے بعد کے زمانے کی ایک طاقتور اور مغرور قوم تھی۔ یہ لوگ عرب کے مشرقی علاقوں، خاص طور پر یمن و حضر موت کے درمیان "احقاف" نامی ریگستانی علاقے میں آباد تھے۔ قومِ عاد کو اللہ تعالیٰ نے جسمانی قوت، عمر کی درازی، تہذیب و تمدن، محلات، ستون دار عمارات، زراعت اور طاقتور سلطنت عطا کی تھی۔ وہ طاقت کے نشے میں مبتلا ہو گئے اور اللہ کے بجائے خود کو دنیا کا مالک سمجھنے لگے۔ بتوں (صدا، صمود، ہبا، رافد، حرص، نسر، یغوث) کی پرستش شروع کر دی۔ غرور کا زینہ بنا لیا۔ انکا رویہ یہ تھا:

مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً [19]

ترجمہ: ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے؟

یہ کہنا انکے تکبر کا اعلان تھا۔ حضرت ہود علیہ السلام کی تبلیغ پر وہ نہ صرف انکار کرتے رہے بلکہ انکی دشمنی اور سرکشی بڑھتی گئی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر سخت ترین عذاب نازل کیا۔ پہلے قحط اور خشک سالی آئی پھر مسلسل آٹھ دن اور سات راتیں خوفناک آندھی اور طوفانی ہوا چلتی رہی جس سے انکے جسم کھجور کے بوسیدہ تنے کی مانند ہو گئے۔

وَ اَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّ ثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ- حُسُوْمًا [20]

ترجمہ:

اور عاد کو ہم نے سخت طوفانی آندھی سے ہلاک کیا۔ وہ آندھی ہم نے ان پر لگاتار سات راتیں اور آٹھ دن بھیجی۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آندھی اس قدر شدید تھی کہ ایک آدمی کو اٹھا کر ہوا میں اچھالتی اور اتنی بلندی پر لے جاتی کہ وہ زمین پر گرتے ہی چکنا چور ہو جاتا۔ انکے جسم اس طرح بکھر گئے جیسے سوکھی لکڑی کے ٹکڑے۔ ان کا علاقہ، "اِرَم ذات العماد" جو دنیا میں اپنی عظمت، ستونوں والے محلات اور ترقی کی علامت تھا، لمحوں میں ویران ہو گیا۔[21]

ذیل میں قومِ ہود اور پاکستانی معاشرے کا تقابلی مطالعہ پیش کیا جائے گا۔

1. غرور، تکبر اور طاقت کا گھمنڈ

قومِ عاد کو اللہ نے بے پناہ جسمانی قوت، اونچے قد، اور تعمیرات کی صنعت میں مہارت عطا کی تھی۔ لیکن اس نعمت نے انہیں شکر گزار بنانے کے بجائے متکبر کر دیا۔ وہ پہاڑوں کو تراش کر محلات بناتے، اور کہتے: "ہم سے

بڑھ کر کون طاقتور ہے؟" آج ہمارے پاکستانی معاشرے میں بھی یہی عیب موجود ہے۔ دولت، طاقت، سیاسی عہدہ، یا علم کی بنیاد پر انسان خود کو دوسروں سے برتر سمجھتا ہے۔ معاشرے کے بالادست طبقے محروم طبقات کو حقیر جانتے ہیں۔

2. نافرمانی اور ہدایت کا انکار

حضرت ہود بار بار قومِ عاد کو توحید اور اخلاقِ حسنہ کی دعوت دیتے رہے، لیکن قوم نے کہا:

اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ-[22]

ترجمہ: یعنی وہ سچ کو تسلیم کرنے کے بجائے جھوٹے الزامات لگاتے اور مذاق اڑاتے تھے۔

اسی طرح ہمارے پاکستانی معاشرے میں بھی اصلاح کی بات سننے کے بجائے مذاق اڑایا جاتا ہے۔ مبلغین، دین دار افراد یا سچ بولنے والوں کو دقیانوسی، تنگ نظر، یا انتہاپسند کہہ کر مسترد کر دیا جاتا ہے۔

3. زمین پر فساد اور ظلم کا فروغ

قومِ عاد نے صرف عقیدے ہی میں انحراف نہیں کیا، بلکہ اجتماعی و سماجی سطح پر ظلم، جبر، اور ناحق خوں ریزی کو اپنا معمول بنالیا تھا۔ معاشرے میں طاقتور طبقے کمزوروں کا استحصال کرتے ہیں۔ زمیندار کسانوں پر، سرمایہ دار مزدوروں پر، اور ادارے عوام پر ظلم روا رکھتے ہیں۔ پولیس گردی، عدالتی ناانصافی، اور سیاسی جبر معمول بن چکا ہے۔ قومِ عاد کی تباہی کا ایک بڑا سبب زمین پر فساد اور ظلم کا فروغ تھا۔ ہمارے پاکستانی معاشرے میں طاقتور طبقے اکثر قانون سے بالاتر محسوس کرتے ہیں۔ سیاسی اثر و رسوخ رکھنے والے افراد عدالتی نظام کو اپنے مفادات کے لیے استعمال کرتے ہیں، جب کہ عام شہریوں کو انصاف کے لیے طویل اور مہنگے قانونی عمل سے گزرنا پڑتا ہے۔

4. عبرت نہ لینا اور دنیا کی فانی زندگی پر غرور

قومِ عاد نے ان اقوام کا انجام دیکھا جنہیں اللہ نے پہلے ہلاک کیا، مگر وہ نہ جھکے، نہ سبق لیا۔ اسی طرح ہم بھی روزانہ دنیا کے مختلف خطوں میں زوال، عذاب، زلزلے، اور اخلاقی تباہی دیکھتے ہیں لیکن اپنی اصلاح کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ آج کے پاکستانی معاشرے میں بھی اکثر لوگ دنیاوی کامیابی، مال، شہرت یا اختیارات کو دائمی سمجھ بیٹھے ہیں۔ کرپشن، تکبر، دکھاوے کی زندگی اور دین سے دوری نے ایک ایسا فریب دے رکھا ہے کہ جیسے یہ دنیا ہی سب کچھ ہے۔ لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ دنیا کی یہ عارضی چمک دمک اصل کامیابی نہیں۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم

حضرت شعیب علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی تھے جنہیں اللہ نے اپنی قوم "قوم مدین" کی ہدایت کے لیے بھیجا۔ قوم مدین کی سب سے بڑی نافرمانی اقتصادی ظلم اور دھوکہ دہی تھی۔ یہ لوگ تجارتی معاملات میں فراڈ کرتے، تول تول کر کم وزن دیتے اور سچائی سے کنارہ کشی اختیار کرتے تھے۔ اللہ نے ان کی ناانصافی کو قرآن میں بیان فرمایا:

وَ یٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْیَالَ وَ الْمِیْزَانَ بِالْقِسْطِ وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ وَ لَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ۝ [23]

ترجمہ: اور انصاف کے ساتھ وزن رکھا کرو اور لوگوں کے مال میں کمی نہ کرو اور زمین میں فساد پھیلانے والے نہ بنو۔

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ لوگ باقاعدہ تولنے کے اوزار میں چالاکیاں کرتے تھے، ترازو کے پلڑوں کو وزن کے وقت اوپر نیچے کرتے، ناپ کے برتن کے پیندے موٹے بناتے تاکہ مقدار کم ہو، اور بعض تو گیلا سامان ناپ کر سوکھا مال دیتے۔ ظلم اور فساد کے سبب قوم مدین پر شدید عذاب نازل کیا۔ یہ عذاب مختلف شکلوں میں ایک کے بعد ایک نازل ہوا، پہلے شدید گرمی مسلط کی گئی، سورج اتنا جھلسا دینے والا تھا کہ وہ گھروں، غاروں اور پانی میں پناہ لیتے، مگر راحت نہ ملتی۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے ایک گھنے بادل (ظلہ) کو انکے سروں پر لا کھڑا کیا۔ پیاس سے نڈھال قوم نے اسے رحمت سمجھا اور دوڑ کر اسکے نیچے جمع ہو گئی مگر بادل سے آگ برسی اور سب کچھ جلا کر راکھ کر دیا۔ تیسرا مرحلہ، زلزلہ اور چیخ تھی۔ زلزلہ نے زمین کو ہلا دیا۔ چیخ (صیحہ) نے دل پھاڑ دیے۔

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ۝ [24]

ترجمہ: تو زلزلے نے انہیں پکڑ لیا، اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔

قوم شعیب کا عذاب محض جسمانی تباہی نہ تھا، بلکہ فاسد عقائد، دھوکہ دہی اور انبیاء کی اہانت کی سزا تھی۔ آج کے پاکستانی معاشرے میں بھی اصحابِ مدین کی مشابہ خرابیاں جڑیں پکڑ چکی ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

1. ناپ تول میں کمی اور دھوکہ دہی

ہمارے بازاروں میں، گلی محلوں سے لیکر بڑی منڈیوں تک، وزن کم دینا، معیار میں جعلسازی کرنا، اور سچ کو چھپا کر جھوٹ سے کمائی کرنا معمول بن چکا ہے۔ کئی تاجروں کیلئے اصل "مہارت" یہ بن چکی ہے کہ کم مال زیادہ قیمت پر کیسے بیچنا ہے۔ رمضان اور عید جیسے مذہبی مواقع پر بھی اشیاء مہنگی کر دینا ایک قومی روایت بن چکی ہے، جسے کوئی برا نہیں سمجھتا۔ پاکستان کے مختلف شہروں میں ناپ تول میں کمی اور ملاوٹ کے واقعات عام ہیں۔

ایکسپریس اردو کی ایک رپورٹ میں بتایا گیا کہ رمضان المبارک کے دوران منافع خوری، ناپ تول میں کمی، ملاوٹ اور مصنوعی مہنگائی جیسے عوامل عام ہو جاتے ہیں، جو معاشرتی بے حسی اور اخلاقی زوال کی عکاسی ہیں۔[25]

2. معاشی بدعنوانی اور کرپشن

آج ہماری بیوروکریسی، سیاست، اور کاروبار کے کئی طبقات میں رشوت، کمیشن، اور مالی بدعنوانی عام ہے۔ حکومت کی سطح پر اربوں کے فراڈ، ٹیکس چوری، جعلی کمپنیاں، اور جعلی رسیدوں سے بچنے کی تدابیر وہی معاشی ظلم ہیں جن پر اصحابِ مدین کو تنبیہ کی گئی تھی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم

بنی اسرائیل تاریخِ انسانی کی وہ قوم ہے جسے اللہ نے حضرت موسیٰ جیسے عظیم پیغمبر آسمانی کتاب (توراۃ) اور معجزات سے نوازا لیکن یہ قوم اپنے نبی کی نافرمان نکلی۔ اللہ نے بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم سے نجات دی دریائے نیل کو ان کیلئے چیر کر راستہ بنایا لیکن انہوں نے اس عظیم احسان کو بھی جلد فراموش کر دیا۔

وَ اِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ [26]

ترجمہ: اور جب ہم نے تمہیں فرعونیوں سے نجات دی، جو تمہیں سخت عذاب دیتے تھے۔

لیکن نجات کے بعد انہوں نے صبر شکر اور اطاعت کی جگہ جلد ہی کفرانِ نعمت کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب کوہِ طور گئے، تو ان کی غیر موجودگی میں سامری نامی ایک مکار شخص نے سونے کا ایک بچھڑا بنایا، جس میں ایسی سوراخ اور ساخت رکھی کہ ہوا گزرنے پر آواز پیدا ہوتی، گویا وہ بول رہا ہو۔ سامری کہا یہی تمہارا معبود ہے اور موسیٰ (نعوذباللہ) بھول گئے ہیں۔ بنی اسرائیل دوبارہ جاہلیت کیطرف پلٹ گئے اور بچھڑے کی پوجا میں لگ گئے۔

فَاَخْرَ جَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَ اِلٰهُ مُوْسٰى- فَنَسِيَ ۝ [27]

ترجمہ: پس اس (سامری) نے ان کے لیے ایک بچھڑے کا جسم نکالا، جس میں سے گائے کی سی آواز نکلتی تھی، تو وہ کہنے لگے: یہ تمہارا معبود ہے اور موسیٰ کا بھی، وہ تو بھول گیا۔

جب حضرت موسیٰ واپس آئے اور شرک کو دیکھا تو سخت غصے میں آ گئے۔ انہوں نے بھائی ہارون سے بازپرس کی اور بنی اسرائیل کو سخت سرزنش کی۔ بعد ازاں اللہ نے توبہ کا دروازہ کھلا مگر بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ وہ شرک کے کفارے کے طور پر ایک دوسرے کو قتل کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے من و سلویٰ کا نزول کیا مگر

انہوں نے اس نعمت پر اعتراض کیا اور دنیاوی سبزیاں، مسور، پیاز وغیرہ مانگنے لگے۔ بنی اسرائیل نے انبیاء کو قتل کیا، اللہ کی نافرمانی کی اور بدترین فساد پھیلایا۔ قرآن میں فرمایا گیا:

وَ يَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ [28]

ترجمہ: اور وہ انبیاء کو ناحق قتل کرتے تھے۔

قرآن و حدیث میں تمام مقتول انبیاء کے نام تو بیان نہیں کیے گئے، تاہم تفاسیر میں چند مشہور انبیاء کے نام ملتے ہیں جنہیں بنی اسرائیل نے قتل کیا: روایات کے مطابق حضرت زکریا کو بنی اسرائیل کے ایک گروہ نے قتل کیا۔ انہوں نے لوگوں کو گناہوں سے توبہ اور اصلاح کی دعوت دی مگر وہ ان کی بات برداشت نہ کر سکے۔ حضرت یحییٰ کو بنی اسرائیل کے ایک ظالم بادشاہ کے حکم پر شہید کیا گیا وجہ یہ تھی آپ نے ایک حرام شادی روکنے کی کوشش کی بادشاہ کو سچائی برداشت نہ ہوئی اور قتل کروا دیا۔[29]

تفاسیر اور اسرائیلیات میں آتا ہے کہ حضرت اشعیاہ کو بھی بنی اسرائیل نے قتل کیا۔ انہوں نے اپنی قوم کو بت پرستی اور بدکاری سے روکا تو انہیں درخت کے تنے میں چھپا کر آرا سے چیر دیا۔ حضرت ارمیاہ کو بھی بنی اسرائیل کیطرف بھیجا گیا انہیں زنجیروں میں جکڑ کر تکلیفیں دی گئیں اور ایک قبیلے نے انہیں قتل کرنے کی کوشش بھی کی۔ بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ بنی اسرائیل کے کچھ ظالم قبیلوں نے اجتماعی طور پر نبیوں کی ایک جماعت کو شہید کیا جن میں بعض واقعات میں 70 سے زائد انبیاء کا ذکر آتا ہے۔ بنی اسرائیل پر جو عذاب آئے ان میں طاعون، سایہ دار بادل کے نیچے آگ کا نازل ہونا، پتھروں کی بارش، بیابانِ تیہ میں ۴۰ سال کی بھٹک، اور ذلت و محکومی شامل ہیں۔ آج کے پاکستانی معاشرے میں بھی وہی عیوب بڑی شدت کے ساتھ دیکھے جاسکتے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

1. احکامِ الٰہی میں تاویل اور انکار

بنی اسرائیل کا سب سے نمایاں عیب یہ تھا کہ وہ اللہ کے احکام کو یا توڑ مروڑ کر پیش کرتے یا پھر ان میں تاویلیں نکالتے تھے تاکہ اپنی خواہشات کیمطابق عمل کر سکیں۔ پاکستانی معاشرے میں بھی قرآن و سنت کی واضح تعلیمات کو ذاتی فائدے، فرقہ واریت، یا مفاد پرستی کی بنیاد پر بدل کر پیش کیا جاتا ہے۔

2. انبیاء کی مخالفت اور اصلاح پسندوں کا تمسخر

بنی اسرائیل نہ صرف انبیاء کو جھٹلاتے تھے بلکہ انہیں قتل بھی کر دیتے تھے۔ آج بھی پاکستانی معاشرے میں سچ بولنے والوں، اصلاح کی دعوت دینے والوں، اور ظلم و فساد کے خلاف آواز اٹھانے والوں کو طنز، طعن، اور کبھی کبھی قید و بند کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ حق بات کو دبانے کا رویہ، بنی اسرائیل کی بدبختیوں سے مشابہت رکھتا ہے۔

3. نعمتوں کی ناشکری اور کفرانِ نعمت

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو کئی نعمتیں عطا کیں، مگر انہوں نے ان کا شکر ادا کرنے کے بجائے ناشکری، شکایت اور بد عملی کو اپنایا۔ آج کا پاکستانی معاشرہ بھی اللہ کی بے شمار نعمتوں کے باوجود لالچ، بد دیانتی اور جھوٹ کا پجاری بن چکا ہے۔ اجتماعی طور پر ہم نے اللہ کی نعمتوں کا حق ادا نہیں کیا، نہ عدل قائم کیا اور نہ صداقت۔

پاکستانی معاشرے میں پائے جانے والے عیوب: قرآنی تناظر میں تقابلی مطالعہ

معاشرہ افراد کے مجموعے کا نام ہے جہاں ہر شخص کے قول و فعل سے مجموعی تہذیب و تمدن کی شکل بنتی ہے۔ اگر انفرادی رویے درست ہوں تو معاشرہ ایک مثالی اور متوازن نظام بن جاتا ہے لیکن بد قسمتی سے پاکستانی معاشرے میں آج کئی ایسے اجتماعی عیوب موجود ہیں جو اسکو زوال کی طرف لے جا رہے ہیں۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق ایک معاشرہ اس وقت زوال پذیر ہوتا ہے جب افراد قرآن و سنت کی ہدایات سے روگردانی کرتے ہیں۔ موجودہ صورتِ حال نے دین کو صرف عبادات تک محدود کر کے اسکی اصل روح کو فراموش کر دیا ہے۔

1. اخلاقی زوال

معاشرہ "افراد کے مجموعے کا نام" جہاں مختلف رنگ و نسل اور مذاہب کے لوگ ایک ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں، کسی بھی معاشرے کی ترقی اور پستی کا انحصار اس کے افراد کی تعلیم و تہذیب اور اخلاقی قدروں پر ہوتا ہے۔

1. اخلاقی قدروں میں بگاڑ: اخلاقی قدروں کے زوال کے بعد معاشرے میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے معاشرے میں رشوت، سود، چوری، بد عنوانی، ظلم و ستم اور ناانصافی فروغ پانے لگتی ہے اور باہم حسد، کینہ، جھوٹ، غیبت، اور چغلی سے معاشرہ آلودہ ہو جاتا ہے۔

2. جہیز کی لعنت: پاکستانی معاشرے میں نہ جانے اتنی جوان لڑکیاں غربت کے باعث اپنے باپ کے گھر گھٹ گھٹ کر زندگی گزار رہی ہیں کیونکہ لڑکے والوں نے نکاح کو اتنا مشکل بنا دیا ہے کہ غریب کی بیٹی کا گھر آسانی سے نہیں بَس سکتا۔ جہیز کی رسم کو ختم کریں تاکہ غریب و مفلس بچیاں بھی اچھی اور پُرسکون زندگی گزار سکیں۔

2. سوشل میڈیا کے منفی اثر

سوشل میڈیا پر دوسروں کی بظاہر کامل زندگی سے موازنا کرنا فرد میں بے چینی، ڈپریشن اور کم خود اعتمادی پیدا کر سکتا ہے۔ اس میں سوشل میڈیا نے جو کردار ادا کیا ہے وہ کسی سے بعید نہیں۔

1. دماغی صحت: ضرورت سے زیادہ استعمال اور سوشل میڈیا پر نظر آنے والے دوسروں کی بظاہر کامل زندگی سے موازنہ کرنے کی وجہ سے صارف میں بے چینی، ڈپریشن یا کم خود اعتمادی پیدا ہو سکتی ہے جو خطرناک صورت بھی اختیار کر سکتی ہے۔

2. غیر اخلاقی ویڈیو: اب یہ ٹرینڈ عام ہے کسی کی غیر اخلاقی ویڈیوز بنا کر بیچنا۔ معاملہ اب یہاں تک آپہنچا ہے کہ ڈاکو، منصوبوں کی ویڈیوز بنا کر سوشل میڈیا پر اپ لوڈ کر دیتے ہیں جس سے خوب دہشت پھیلتی ہے۔ لڑکیاں بڑی تعداد میں قانونی اور غیر قانونی طور پر سرحدیں پار کر رہی ہیں۔

3. حسد اور مادہ پرستی

نوجوانوں میں بڑھتی ہوئی مادی پرستی بھی ایک اہم مسئلہ بنتی جا رہی ہے اور اس رجحان کے پیچھے کئی سماجی ،معاشی اور نفسیاتی عوامل کارفرماہیں۔

1. حسد: دورِ حاضر میں اگر معاشرے پر سرسری نظر دالی جائے تو ایسا کون سا گناہ ہے جو پاکستانی معاشرے میں عام نہیں۔ ہر شخص دوسرے کے خون کا پیاسا ہے یہاں تک کہ ایک سگا بھائی دوسرے بھائی کی ترقی کو نہیں دیکھ سکتا اور اسے اپنے لیے باعثِ شرم وعار سمجھتا ہے۔

اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ- [30]

ترجمہ: کیا یہ لوگ دوسروں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا کیا ہے ؟

2. عدم برداشت: کسی دوسرے کی کامیابی، خوشحالی یا خوشیوں کو دیکھ کر حسد کرنا یہ ایک ایسی آگ ہے جو انسان کے دِل کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ کسی اور کو وہ مقام یا کامیابی حاصل ہوتی ہے جس کی ہم خواہش رکھتے تھے تو ہمارا دِل جلنے لگتا ہے اور اس جلنے کا نام حسد ہے۔

4. عدل وانصاف کا فقدان

پاکستانی معاشرے میں انصاف کا نظام بدعنوانی، سفارش، اور امتیازی سلوک کی بنیاد پر کمزور ہو چکا ہے۔ طاقتور افراد قانون سے بالاتر نظر آتے ہیں جبکہ کمزور انصاف کے لیے ترستے رہتے ہیں۔

1. عدل، معاشرتی نظام کی اساس: عدل وانصاف کسی بھی معاشرے کی بقا، سلامتی اور ترقی کی بنیادی شرط ہے۔ قرآنِ کریم میں عدل کو نہ صرف معاشرتی نظام کا ستون قرار دیا گیا۔

اِعْدِلُوْا- هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى [31]

ترجمہ: عدل کرو، یہ تقویٰ سے زیادہ قریب ہے۔

2. عدالتی نظام کی خامیاں اور عوامی بے چینی: ہمارے عدالتی نظام میں تاخیر، رشوت، سفارش، اور طاقتور افراد کی پشت پناہی کی بدولت ایک عام فرد کو انصاف حاصل کرنا محال ہو چکا ہے۔ عدالتوں میں برسوں سے مقدمات زیرِ التواء ہیں، گواہ ڈر کے مارے پیچھے ہٹ جاتے ہیں، اور ثبوت ضائع ہو جاتے ہیں۔ اکثر مظلوم فریق یا تو تھک ہار کر صلح پر مجبور ہوتا ہے یا خود قانون اپنے ہاتھ میں لینے پر مجبور ہو جاتا ہے، جو مزید فتنہ وفساد کا سبب بنتا ہے۔

5. والدین اور اساتذہ کا کردار کمزور ہونا

خاندانی نظام میں والدین کی مصروفیات اور اساتذہ کے تعلیمی نظام سے بے رغبتی نے نئی نسل کی تربیت کو ناقابلِ اصلاح نقصان پہنچایا ہے۔ والدین اولاد کو صرف دنیاوی تعلیم اور دولت کمانے کا ذریعہ سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں جبکہ اساتذہ محض نوکری کو وقت گزاری کا ذریعہ بنائے ہوئے ہیں۔

1. والدین اور اساتذہ، معاشرتی تربیت کے بنیادی ستون: والدین اور اساتذہ کا کردار کسی بھی معاشرے کی بنیاد ہوتا ہے۔ اگر ان دو ستونوں میں کمزوری آجائے تو پوری نسل کی تربیت متاثر ہو جاتی ہے۔ ایک بچہ اپنی ابتدائی شخصیت سازی کے مراحل والدین کے زیرِ سایہ طے کرتا ہے، اور پھر عملی زندگی کی سمت اسے استاد متعین کر کے دیتا ہے۔

2. تعلیمی ادارے، علم یا صرف ڈگری کا مرکز؟: جب اساتذہ محض تنخواہ کی خاطر تدریس کریں اور طلبہ کے کردار یا اخلاقی تشکیل کی ذمہ داری نہ لیں، تو تعلیمی ادارے فقط ڈگری تقسیم کرنے والے مراکز بن جاتے ہیں۔ پھر طلبہ میں اخلاقی بلندی، قیادت کی صلاحیت، اور معاشرتی ذمے داری کا شعور پروان نہیں چڑھتا، بلکہ انکی ترجیحات صرف دنیاوی کامیابی اور دولت کے گرد گھومتی ہیں۔

6. اسلامی شعور کی کمی اور دینی علم سے بے نیازی

آج کے دور میں دین کو محض چند عبادات تک محدود کر دیا گیا ہے اور قرآن و سنت کو زندگی کے عملی مسائل سے جدا کر کے سمجھا جاتا ہے۔ اسلامی شعور کی کمی کی وجہ سے لوگ گناہوں کو معصیت نہیں بلکہ 'معمول کی بات' سمجھتے ہیں۔ اس بے شعوری نے حلال و حرام کے فرق کو مٹایا، اور معاشرے میں ظلم، دھوکہ، سود، بے حیائی اور نافرمانی جیسے جرائم کو عام کر دیا۔ جب تک شعوری سطح پر دینی بیداری پیدا نہیں ہوتی، اصلاح ممکن نہیں۔

1. اسلامی شعور کی کمی، معاشرتی و اخلاقی انحطاط کی بنیادی وجہ: اسلامی شعور کسی بھی مسلمان فرد اور معاشرے کی روحانی اور فکری بنیاد ہوتا ہے۔ جب انسان کو اپنے رب، دین، مقصدِ حیات، حلال و حرام اور حقوق و فرائض کا شعور نہ ہو۔ اس کمی کے باعث ہم اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو اسلام کے مطابق نہیں ڈھال پاتے، جس کا نتیجہ معاشرتی بگاڑ، دینی بیزاری اور اخلاقی تنزّل کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

2. قرآن و سنت سے دوری، ایک فکری اور اخلاقی بحران: اسلامی شعور کی کمی کی ایک بڑی علامت یہ بھی ہے کہ لوگ حلال و حرام کی تمیز نہیں رکھتے۔ سودی نظام، رشوت، دھوکہ، ظلم اور بے حیائی کو صرف "معاشرتی ضرورت" یا "چالاکی" کہہ کر جواز دیا جاتا ہے۔ دین کو صرف جمعہ یا رمضان تک محدود کر دینا اور باقی ایام میں مغربی طرزِ زندگی اختیار کرنا، اس بات کا ثبوت ہے کہ شعوری طور پر دین ہمارے دل و دماغ میں جگہ نہیں بنا پایا۔

خلاصہ

1. قرآن کریم نے ماضی کی گمراہ اقوام کے حالات بیان کر کے صرف تاریخ کو محفوظ نہیں کیا، بلکہ ہر دور کے انسان کیلئے سبق اور بیداری کا دروازہ بھی کھولا ہے۔ اس مطالعے میں انہی اقوام کی نافرمانیاں اور انکے انجام کو آج کے پاکستانی معاشرتی حالات سے مربوط کر کے ایک فکری تناظر میں پیش کیا گیا ہے۔
2. ماضی کی اقوام کی سرکشی، غرور، بد عملی اور الٰہی احکام سے بغاوت کے جو نتائج سامنے آئے، وہی مناظر ہمیں پاکستانی معاشرے میں بکھرے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ ان کے مابین مشابہت واضح کرتی ہے کہ قوموں کی تباہی محض تاریخی واقعات نہیں، بلکہ وقت کی تکرار ہے جو ہمارے ارد گرد وقوع پذیر ہو رہی ہے۔
3. قرآن مجید نے جن اصولوں کو قوموں کی بقا اور فلاح کا ذریعہ قرار دیا ہے، وہ آج بھی اسی طرح قابلِ عمل ہیں۔ شرط صرف یہ ہے کہ ہم ان اصولوں کو محض الفاظ کی حد تک محدود نہ رکھیں بلکہ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کا حصہ بنائیں۔
4. سابقہ قوموں کے انجام اور ہمارے موجودہ سماجی انتشار، جب کوئی قوم عدل، امانت، سچائی اور توحید جیسے فطری اصولوں کو چھوڑ دیتی ہے، تو وہ زوال اور عبرت کا شکار ہو جاتی ہے۔
5. بد قسمتی سے آج کا پاکستانی معاشرہ بھی انہی مہلک بیماریوں میں مبتلا ہے: جھوٹ کا رواج، کرپشن کا عام ہونا، دکھاوا، دینی غفلت، علما پر اعتماد کا کم ہونا، اور عدل کے نظام کی زبوں حالی۔ قرآن نے ان تمام بگاڑ کی پیشگی نشان دہی سابقہ اقوام کی صورت میں کی تھی۔

6. اس ساری تحقیق کا لبِ لباب یہ ہے کہ اصلاح کی راہ تب ہی نکلتی ہے جب ہم خود کو بیدار کریں، اپنی کوتاہیوں کو پہچانیں اور ان کا حل تلاش کریں۔ آج کے دور کے مسلمان، خصوصاً پاکستانی قوم، قرآن کو محض ثواب سے پڑھنے والی کتاب نہیں بلکہ وہ ضابطۂ حیات مانیں جو ہر شعبۂ زندگی، میں رہنمائی، فراہم کرتا ہے۔

7. آخر میں یہ تحقیق ہمیں یہ پیغام دیتی ہے کہ پاکستانی معاشرہ، ماضی کی اقوام کی تاریخ سے سبق سیکھ کر قرآن کی روشنی میں اپنی سوچ، عمل اور اجتماعی نظام کو تبدیل کرنا ہو گا۔ یہی راستہ ہمیں زوال سے نکال کر استحکام اور فلاح کی جانب لے جاسکتا ہے۔

حوالہ جات

[1]۔ ہود(۱۱)۱۲۰

[2]۔ ہود(۱۱)۳۸

[3]۔ القمر(۵۴)۱۲،۱۱

[4]۔ خزائن العرفان (حاشیہ تفسیر القرآن) سید نعیم الدین مراد آبادی، جلد ۷، ص ۲۳۲، القمر آیت ۱۱ ۔ ۱۲، ناشر: مکتبہ رضویہ، لاہور (جدید اشاعت)

[5]۔ اعراف(۷)۶۴

[6]۔ نوح(۷۱)۲۱

[7]۔ الصفٰت(۳۷)۹۴،۹۳

[8]۔ الانبیاء(۲۱)۶۳

[9]۔ البقرۃ(۲)۲۵۸

[10]۔ الانبیاء(۲۱)۵۲

[11]۔ الانعام(۶)۷۴

[12]۔ الصفٰت(۳۷)۹۷

[13]۔ ہود(۱۱)۸۲

[14]۔ تفسیر ابن کثیر، حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی، جلد ۲، ص ۵۹۷-۵۹۹، (ایڈیشن: ۱۴۲۰ھ /۱۹۹۹ء) دار طیبہ للنشر والتوزیع، ریاض

[15]۔ العنکبوت(۲۹)۲۹

[16]- https://jang.com.pk/news/903579

[17]- https://www.bbc.com/urdu/articles/cz4yll23y3xo

[18]- https://www.urdupoint.com/daily/livenews/2019-02-02/news-1828509.html

[19]۔ حم السجدہ(۴۱)۱۵

[20]۔ الحاقہ(۶۹)۶۔۷

[21]۔ تفسیر ابن کثیر، حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی، جلد ۴، ص ۲۳۹-۲۴۰، (ایڈیشن: ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء) دار طیبہ للنشر والتوزیع، ریاض

[22]۔ ہود(۱۱)۵۴

[23]۔ ہود(۱۱)۸۶

[24]۔ الاعراف(۷)۹۱

[25]- https://www.express.pk/story/2170152/1

[26]۔ البقرۃ(۲)۴۹

[27]۔ طہ(۲۰)۸۸

[28]۔ الِ عمران(۳)۲۱

[29]۔ تفسیر نعیمی، حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی، جلد ۲، صفحہ ۱۷۸-۱۸۰، آل عمران آیت ۲۱، مکتبہ نعیمیہ، لاہور

[30]۔ النساء(۴)۵۴

[31]۔ المائدہ(۵)